اداریہ

"حق کی پہچان" —— "گمراہی کا نشان"

اسلام دین فطرت ہے اس کے عقائد، عبادات، معاملات، غرضیکہ ہر چیز فطرت کے عین مطابق ہے، اس کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی۔ حدیث شریف میں ہے "بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله واقام الصلوة وايتاء الزكاة وصوم رمضان وحج البيت من استطاع اليه سبيلا" اس میں سب سے پہلی چیز کلمہ شہادت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت الوھیت اور عبودیت کے اقرار کے ساتھ محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار بھی ہے یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ انسان کی تمام عبادتیں خواہ جسمانی ہوں یا مالی اس کی تمام ریاضتیں اعمال صالحہ ذکرو اذکار کی قبولیت کادارو مدار عقیدہ توحید کے ساتھ مشروط ہے عقیدہ توحید یعنی اللہ تعالیٰ کو "وحدہ لا شریک" ماننا ہے۔ اس کی جملہ صفات کو تسلیم کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کو عبادت کے لائق سمجھتا ہے تو یقیناً اس کی عبادات بھی مقبول و منظور ہوں گی لیکن اگر اس عقیدہ توحید میں اقرار کے ساتھ اس کی صفات کا منکر ہے عبادات میں کسی دوسرے کو شریک کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص صفات کو کسی دوسرے میں بھی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے زیادہ اسکو اہمیت دیتا ہے۔ اسے خالق کائنات تسلیم کرتا ہے۔ مشکل کشا سمجھتا ہے۔ اسے عبادت کے لائق سمجھتا ہے۔ تو گویا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔ ایسے میں اس کی تمام عبادات خواہ مالی ہوں یا بدنی اللہ تعالیٰ کے ہاں غیر مقبول ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں شرک کی سخت مذمت فرمائی ہے اور اسے ظلم عظیم سے موسوم کیا ہے۔ ارشاد ہے کہ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو وصیت فرماتے ہیں۔ "یابنی لا تشرک بالله ان الشرک لظلم عظیم" (سورۃ لقمان)

جس چیز کو خود اللہ تعالیٰ ظلم عظیم قرار دے دیں اس سے بڑا جرم اور کیا ہوگا۔ اس کا مرتکب بلاشبہ ظالم ہے جو اپنے آپ پر ظلم کر رہا ہے۔ کیونکہ شرک کاارتکاب کرنے والا۔ عذاب الیم کا مستحق ہوگا اس کی مغفرت نہیں ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکم میں ارشاد فرمایا۔

"ان اللہ لایغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء"

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

"انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماوہ النار ومالللظالمین من انصار" ان آیات سے یہ بات بالکل عیاں ہوگئی ہے۔ کہ اسلام کی بنیاد دراصل توحید پر ہے مسلمان کی پہچان بھی اس عقیدے کی بنیاد پر ہی ہوسکتی ہے۔ یہی میزان ہے جس کے ذریعے ہم حق کو پہچان سکتے ہیں فتح مکہ کے موقعہ پر جب رسول اللہ ﷺ شہر مکہ میں داخل ہوئے۔ اور بیت اللہ میں خطاب فرمایا۔ تو یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

"قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا"

چونکہ آپ اور آپ کی جماعت حق پر تھی اور توحید پرست تھے جبکہ مقابلے میں مشرک بت پرست تھے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں ان بتوں کو شریک کیا کرتے تھے لہٰذا اس موقعہ پر آپ نے عقیدہ توحید اور اسکے ماننے والوں کو حق قرار دیا ہے۔ جبکہ مشرکوں کو باطل ٹھہرایا۔

ہماری اس ساری تمہید کا مقصد ایک نہایت ہی اہم اور حساس مسئلہ پر توجہ دلانا ہے۔ کہ موجودہ دور میں آزادی رائے کی آڑ میں بعض ناعاقبت اندیش جہلا کس قدر بھیانک عقائد کا پرچار کررہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بے ہودہ اور لغو گفتگو کرتے ہیں اور اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو زیادہ اہمیت اور اللہ سے برتر قرار دیتے ہیں اور شرک کی کھلی تبلیغ کرتے ہیں لیکن بزدلی کا یہ عالم ہے کہ نہ تو اپنا نام لکھتے ہیں اور نہ ہی کوئی مکمل

ایڈریس اس وقت ہمارے سامنے یہ گمنام رسالہ موجود ہے جس کا نام انہوں نے اپنے زعم میں "حق کی پہچان" رکھا ہے جبکہ اس کی ابتداء سے آخر تک ایک جملہ بھی ایسا نہیں جس میں حق کی پہچان کرائی گئی ہو، بلکہ ملحدانہ عقائد مشرکانہ کلمات اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات اقدس کی توہین اور آپ کی صفات کا تمسخر اڑایا گیا ہے اس کا ایک ایک لفظ باطن کا اظہار کر رہا ہے اور اپنے فاسد عقائد کے پرچار کی ناتمام اور بیہودہ کوشش کی گئی ہے یوں تو اس کا ایک ایک جملہ قابل گرفت ہے لیکن ہم یہاں صرف چند باتیں بطور نمونہ پیش کریں گے۔ تاکہ آپ حضرات یہ محسوس نہ کریں کہ ہم نے تنگ نظری کا مظاہرہ کیا ہے۔ کہنے کو تو یہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ کسی خناس نے فرقہ واریت کو ہوا دینے کے لئے شائع کیا ہو۔ لہٰذا اس پر کسی رد عمل کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے تھا یہ ایک مصالحانہ بات تو ہو سکتی ہے لیکن حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ سچ تو یہ ہے کہ جن حضرات کی طرف سے اس رسالے کی نسبت ہے ان کے یہ عقائد بھی ہیں بلکہ شاید اس رسالے میں تو کچھ تہذیب ہو جو کچھ وہ برسر منبر بیان کرتے ہیں وہ اس سے کہیں زہریلا ہوتا ہے لہٰذا ہمارا مواخذہ مبنی برحق ہے اور ان کی اس غلط فہمی کو دور کرنا واجب اور فرض ہے کہ حق کیا ہے؟ اور اس کی پہچان کیسے ہوتی ہے؟ حق کی پہچان کے لئے ہمارے پاس رسول ﷺ کی یہ حدیث بڑی واضح موجود ہے۔ "ترکت فیکم امرین لن تضلوا واتمسکتم بھما کتاب اللہ و سنتی" انور فقیر صاحب نے (جو فرضی نام معلوم ہوتا ہے) رسالہ کے ٹائیٹل پر پنجابی زبان میں چند اشعار تحریر فرمائے ہیں ان میں سے صرف ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔ نقل کفر کفر نباشد کے مصداق۔

علی قرآن بناؤندا اے

علی زمین آسمان بناؤندا اے

"نعوذ باللہ" حضرت علیؓ سے اظہار عقیدت کا یہ نرالا انداز ہے معمولی عقل والا بھی اس بات کو جان سکتا ہے کہ اس شعر کے ذریعے حضرت علی رضی اللہ عنہ خود قرآن بناتے ہیں "انا للہ وانا الیہ راجعون"

زمین و آسمان کی تخلیق میں بھی حضرت علیؓ کو خالق قرار دیا گیا کون نہیں جانتا کہ قرآن حکیم کا ایک ایک لفظ منزل من اللہ ہے۔ قرآن کی لاتعداد آیات اس کا بین ثبوت ہیں کائنات میں بسنے والی تمام مخلوق مل کر بھی ایسا قرآن نہیں بنا سکتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لایاتون بمثله ولوکان بعضهم لبعض ظهیرا" کہہ دیجئے اگر جن وانس اس جیسا قرآن لانے پر جمع ہو جائیں تو نہیں لاسکتے۔ اگرچہ ان کا بعض بعض کے لئے مددگار ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بڑا واضح ہے "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون" یہ قرآن حکیم ہم نے نازل کیا اس کی حفاظت بھی ہمارے ذمہ ہے قیامت تک اس میں نہ تو تحریف ہو سکتی ہے اور نہ ہی اضافہ یہ کیسی لغو بات ہے کہ حضرت علیؓ سے عقیدت کا اظہار بھی کرتے ہیں لیکن انہی پر اتنا بڑا الزام بھی۔ زمین و آسمان کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے بلاشرکت غیرے کی ہے اور اپنی قدرت سے یہ شاہکار تخلیق کیا ہے ارشاد ہے۔ "انا کل شئی خلقناه بقدر" اور دوسری جگہ فرمایا۔ ولقد خلقنا السموات والارض ومابینهما فی ستة ایام ومامسنامن لغوب"

لیکن ملعون نے زمین و آسمان کی تخلیق بھی حضرت علی کی طرف منسوب کر دی۔ (اس رسالہ میں صفحات کے نمبر نہیں ہیں) لیکن دوسرے صفحہ پر یہ شعر درج ہے۔

حق علی اللہ ہے سچ علی اللہ ہے
حق کو پہچان علی اللہ ہے

(نعوذ باللہ)

ان کے نزدیک حق کی پہچان یہ ہے کہ حضرت علیؓ کو اللہ تسلیم کر لیا جائے۔ یقیناً حضرت علیؓ اس دعویٰ سے بری ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی بھی اس کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی اس کی تصدیق فرمائی بلکہ ایسا کرنے والوں کو سخت سزا دی۔ اگر اس مفروضے کو مان بھی لیا جائے۔ کہ علی اللہ ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ علیؓ جو حسنؓ اور

حسینؓ کے والد گرامی تھے۔ جو خلیفہ چہارم تھے تو اب کہاں ہیں؟ اگر وہی علی اللہ ہیں ان کی شہادت تو ہو چکی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ "حی لا یموت" ہیں وہ اللہ "حی قیوم" ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شرک بے عقل ہوتا ہے۔ اگر ذرا بھی ذی شعور ہوتا تو چند لحات کے لئے سہی یہ ضرور سوچتا کہ حضرت علیؓ اگر اللہ ہے تو اس کا ایک باغی اسے کیسے شہید کر سکتا ہے؟ مگر یہ باتیں تو عقل والوں کے لئے ہیں لیکن یہ ملعون تو ایک بے عقل بہیمہ ہے۔

ایک اور جگہ پنجابی میں تحریر کرتا ہے۔

شان اونوں دے کے رب وی پلیں پہ گیا
نبی اونوں واج ماری زمین تے او لے گیا
اوس ویلے عرشاں تے اللہ وی ویندا رہ گیا
علی نوں اے مرتبہ دے کے میرے کول کی رہ گیا

"استغفراللہ"

اس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھول گئے اور اللہ کے نبی نے حضرت علی کو بلایا تو وہ آسمان سے اتر آیا اور اللہ تعالیٰ دیکھتے رہ گئے کہ حضرت علی کو یہ مرتبہ دیکر میرے پاس کیا رہ گیا۔

غلو کی انتہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توہین اور رسالت ماب ﷺ کی شان میں اس سے بڑھ کر اور کیا گستاخی ہو سکتی ہے ملعون نے اسلام کے بنیادی عقائد کو سبوتاژ کرنے اور عقیدہ توحید میں تشکیک پیدا کرنے اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی وہ ذات جو پوری کائنات کی خالق ہے انسان، حیوان، چرند پرند، جنگل، صحرا، میدان اور پہاڑ بنا ڈالے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خزانے میں ذرا بھی فرق نہ پڑا۔ مگر مقام افسوس ہے کہ حضرت علیؓ کو جو اختیارات دیئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے پاس کچھ نہ رہا اس سے بڑی گمراہی اور کیا ہوگی۔ ملعون لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیحات مبارک "لا الہ الا اللہ علی اللہ" یہ تسبیحات خود اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔

"تعالی اللہ عما یصفون" یہ کیسے ممکن ہے؟ دراصل یہ کام یہود کیا کرتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنا اپنا حق سمجھتے تھے۔ وہ یہودی ہی تھا جس نے کہا تھا "ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء" اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی غیرت ایمانی سے برداشت نہ کیا۔ اور ایسے ملعون کے تھپڑ رسید کیا اور جب دربار نبوت میں یہ قضیہ گیا تو یہودی منکر ہوگیا مگر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضرت ابوبکر کی بات کی تصدیق کر دی۔ حقیقت میں ان کے عقائد بھی یہودیوں نے ہی وضع کئے اور وہ تمام باتیں جو یہود کہا کرتے تھے ان میں ذرا تبدیلی کرکے ان سے کہلوا دیں۔ مثلاً یہودیوں کا عقیدہ کہ "عزیر ابن اللہ" حضرت عزیر اللہ کے بیٹے ہیں لیکن انہوں نے ان سے دو ہاتھ بڑھ کر یہ دعویٰ کیا کہ حضرت علی ہی اللہ ہے بیٹے کی حیثیت ثانوی ہوتی ہے۔ لیکن علی تو خود اللہ ہے گویا ان کے نزدیک علی اور اللہ میں کوئی فرق نہیں بلکہ علی کی شان اللہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ یہودیوں کے بارے میں ارشاد ہے اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ" رسالہ حق کی پہچان میں انتہائی عامیانہ اور گھٹیا انداز اختیار کیا گیا ہے لکھتے ہیں کہ حسین خود بھی خدا تھا خدا خود ہی تھا حسین تو پردہ کیا آگے جاکے مزید لکھتے ہیں اور کوئی سجدہ نہ تھا سجدہ شبیری کے بعد جس نے اور سجدہ بنایا وہی کافر ہے کافر کی پہچان تو بڑی آسان بنا دی۔ جس نے سجدہ نہ کیا حسین کو وہی کافر ہے۔

پہلے حضرت علیؓ کو اللہ تعالیٰ پر فوقیت دی اور یہاں حضرت حسین کو بھی اللہ تعالیٰ قرار دیا مزید لکھتے ہیں "خدا کو پوچھو ذرا اس بات پہ وہ ہنستا کیوں ہے اور اگر شیطان کو بنایا تو سجدہ کیا خود ہی بنتا ہے خدا' بولو مجھ کو خدا تو دل میں سمایا تو سجدہ کیا۔ اگر حسین نہ ہوتے تو نہ سجدہ ہوتا" وغیرہ

یہ بے ربط اور غیر مفہوم باتیں جن میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا بھی مذاق اڑایا گیا ہے یقیناً بلاشبہ یہی کام یہود کیا کرتے تھے آج مسلمانوں کے عقیدہ میں شبہات پیدا کرنے کے لئے یہی کام خود اہل تشیع کر رہے ہیں۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

"وما قدروا الله حق قدره الاية" دراصل مشرکین اللہ تعالیٰ کی عظمت کو تسلیم نہیں کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی مخلوق کو عبادت کا درجہ دیتے کیونکہ اگر مشرک اللہ تعالیٰ کے کماحقہ قدردان ہوتے تو کبھی بھی اس کی عظمت اور بلندی کی تکذیب نہ کرتے علی بن ابی طلحہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کا مندرجہ ذیل قول منقول ہے اس آیت سے وہ کافر مراد ہیں جنہوں نے اس حقیقت کو تسلیم نہیں کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہمہ گیر قدرت وطاقت کی گرفت میں ہیں جو شخص یہ ایمان رکھتا ہے کہ رب کریم ہرچیز پر قادر ہے اس نے اللہ تعالیٰ کی قدر کی قدر کا پورا پورا حق ادا کیا۔ اور جو اس پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی قدر کا حق ادا نہیں کیا۔ (بحوالہ هدایته المستفید ص ۱۴۰۱)

اب اگر موازنہ کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ملعون انور فقیر نے وہی کردار ادا کیا جو کفار کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں اس کی مخلوق کو وہی درجہ دے دیا جو صرف اور صرف خالق کائنات کو لائق ہے اور عبادت میں بھی مخلوق کو برابر کا شریک کرلیا۔ بلکہ بالکل واضح لفظوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو بے بس مجبور اور بے کس ثابت کیا اور اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قوت سے مکمل انکار کیا اور اس ناقدری کا مرتکب ہو کر مذکورہ بالا آیت کی مصداق ٹھہرا۔ یہ تو پورا رسالہ مغلطات پر مبنی ہے لیکن آخری بات ذکر کرتے ہوئے اپنی معروضات ختم کرتے ہیں اس میں خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی تسبیحات اور کلمہ مبارک میں لکھا ہے۔ "لا اله الا الله محمد علی رسول الله" اندازہ کیجئے کس قدر ڈھٹائی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ پر بہتان اور الزام لگایا گیا ہے کہ اور کذب بیانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ایسی بات آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دی گئی ہے کہ آپ اس کلمے کا ورد کیا کرتے تھے۔ ایک نیا کلمہ جو اجماع امت کے خلاف ہے اور جس سے بڑھ کر ایک ایسی بات آپ کی طرف منسوب کردی ہے جس کا کہیں بھی کتب احادیث میں تذکرہ نہیں۔ بلکہ ہمارا دعویٰ ہے کہ اہل تشیع کی معتبر کتب میں بھی اسکا کہیں ذکر نہیں۔ آپ کا ارشاد ہے جس نے کوئی ایسی بات میری طرف منسوب کی جس کا میں نے ذکر نہیں کیا اس نے جہنم میں اپنی جگہ بنالی۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ یہ

ملعون کب آپ ﷺ پر ایمان رکھتا ہے جو اس حدیث کا خوف اس کے ذہن میں ہو۔ اس کلمے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا گستاخی سے کم نہیں ہے اور دین اسلام میں ایک نئے دروازے کو کھولنے کے مترادف ہے جس سے ایک نیا فتنہ جنم لے گا اگر قادیانی غلام احمد ملعون کو نبی یا مجدد کا درجہ دیں تو بالاتفاق کافر قرار پائیں اور اس تحریک میں اہل تشیع بھی شامل ہیں لیکن اب اگر خود یا انکا کوئی گماشتہ یہ قبیح حرکت کرتا ہے تو اس پر سکوت چہ معنی دارد؟

ہمیں اہل تشیع کے ذمہ داران سے یہ توقع تھی کہ وہ خود ہی اس شرانگیز رسالہ سے برات کا اظہار کریں گے اور وضاحت کریں گے۔ اور اپنی لاتعلقی کا کھل کر اظہار کر دیں گے۔ لیکن ان سب کی خاموشی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ نہ صرف اسکی اشاعت میں شریک ہیں بلکہ اس میں درج فاسد اور گمراہ کن عقائد کیساتھ متفق ہیں ہم یہاں ملی یکجہتی کونسل کے کارپردان کی توجہ بھی اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ ضابطہ اخلاق کی مکمل پابندی کیساتھ تو یہ کونسل قائم رہ سکتی ہے لیکن اگر ایک جماعت ملی یکجہتی کونسل کی آڑ میں اس قسم کے لٹریچر کو شائع کرے۔ جس سے براہ راست اسلام کے بنیادی عقائد پر ضرب پڑتی ہو، تو ایسے میں کونسل کا قیام بذات خود کسی فتنے سے کم نہیں۔ اور دوسری جماعتیں کونسل کے احترام میں احتجاج نہ کریں۔ لیکن ملی یکجہتی کونسل کے ذمہ داران کو ازخود اسکا نوٹس لینا چاہئے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو ملی یکجہتی کونسل نہیں رہ سکتی۔ بلکہ اس میں شامل اکثر جماعتیں از خود علیحدگی اختیار کرلیں گی۔ ہم مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے امیر حضرت علامہ پروفیسر ساجد میر صاحب سے بھی گزارش کریں گے کہ وہ یہ مسئلہ ملی یکجہتی کونسل کے آئندہ سربراہ اجلاس میں پیش کریں اور اسکی اشاعت پر شدید مذمت کریں اور اگر انکے احتجاج کو تسلیم نہیں کیا جاتا تو ایسی ملی یکجہتی کونسل سے فوراً علیحدگی کا اعلان کریں۔ کیونکہ اہلحدیث کا طرہ امتیاز ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی عقائد پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کرسکتا۔ اسکی گردن کٹ تو سکتی ہے لیکن جھک نہیں سکتی۔ پوری ملت اسلامیہ کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ شرانگیز اور فتنہ پرور لٹریچر کی تلافی تک صحیح معنوں میں ملی یکجہتی پیدا نہیں ہو سکتی۔